باب 2

زبان

(Language)

زبان بطور آلہ (Language as an instrument)

لوگوں کے درمیان رابطے کے لئے زبان سب سے اہم، بڑا اور بنیادی آلہ ہے۔ زبان ایک ایسا وسیلہ ہے جس کی مدد سے ابلاغ کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ لکھی اور بولی جانے والی ہر زبان الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے۔ ان الفاظ کے اشتراک سے ہی فقرات بنتے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ لفظ سے کیا مراد ہے؟ اور اس کی حیثیت کیا ہے؟ جان ہاسپر (John Hosper) کا خیال ہے کہ فقرات کی شناخت پر توجہ دی جائے تو پتہ چلتا ہے کہ ''لفظ'' دراصل زبان کی چھوٹی سے چھوٹی اکائی ہے۔ مثلاً انگریزی کے لفظ ''CAT'' کے معنی ہیں ''بلی''۔ لیکن اس لفظ کی ساخت میں شامل حروف ''C''، ''A'' اور ''T'' کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ حروف کے چند ایک مخصوص مفہوم کے علاوہ معنی کے اعتبار سے کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مثلاً انگریزی کے حرف ''A'' کو بعض اوقات ''ایک'' کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ بات بھی صحیح ہے کہ بعض الفاظ دیگر الفاظ کے مرکب ہوتے ہیں لیکن ان کا لفظی مطلب وہ نہیں ہوتا جو بظاہر اس مرکب میں نظر آ رہا ہوتا ہے۔

زبان ابلاغ کے لئے ایک آلہ اور وسیلہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ الفاظ اس کی وہ بنیادی اکائیاں ہیں جو فقرات بنا کر مفہوم پیدا کرتی ہیں۔ بولتے وقت الفاظ میں آواز بھی پائی جاتی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ الفاظ میں صرف آواز یا شور ہی پایا جاتا ہے یا اس کے معنی اور مفہوم کی وجہ شناخت ہوتی ہے۔ جس طرح بولنے سے الفاظ میں آواز پیدا ہوتی ہے اسی طرح لکھنے سے الفاظ کاغذ پر نشانات کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ بولے اور لکھے ہوئے الفاظ کے معنی ہوتے ہیں۔ لکھے ہوئے الفاظ جب نشانات کی حیثیت اختیار کر کے معنی رکھتے ہیں تو اس سے منطقی طور پر یہ نتیجہ اخذ ہوتا ہے کہ نشانات (Signs) اور علامات (Symbols) کے بھی معنی ہوتے ہیں۔ الفاظ کی زبان کے علاوہ نشانات اور علامات کی بھی زبان ہوتی ہے۔ نشانات اور علامتوں کی زبان بھی الفاظ کی زبان کی طرح معنی رکھتی ہے لیکن یہ بولی اور لکھی نہ بھی جائے تو بھی جسمانی اشاروں سے مفہوم و معنی پیدا کئے جاتے ہیں اس کو بعض اوقات جسمانی زبان (Body Language) کا نام دیا جاتا ہے۔ جسمانی زبان اپنی اہمیت اور ضرورت کے اعتبار سے مخصوص اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ بعض اوقات یہ الفاظ کی زبان سے زیادہ بامعنی اور طاقتور ہوتی ہے۔

تمام الفاظ کے معنی تو ہوتے ہیں لیکن تمام معنی الفاظ نہیں ہوتے مثلاً ریاضی کی علامتیں معنی تو رکھتی ہیں لیکن یہ الفاظ نہیں ہوتیں۔ ریاضی کی علامتیں الفاظ نہ ہونے کے باوجود الفاظ کی جگہ استعمال ضرور ہوتی ہیں اس کی کئی ایک مثالیں ہیں۔ بادل بھی گہرے نشانات کی صورت ظاہر ہوتے ہیں۔ خاص گہرے سیاہی مائل بادل اس بات کی علامت ہوتے ہیں۔ کہ بارش ہونے

والی ہے۔ بیرومیٹر پر ہوا کا دباؤ کم دکھائی دے تو ماحول میں درجۂ حرارت کی کمی کا پتہ چلتا ہے۔

چرچ میں بجنے والی گھنٹیاں عبادت کا وقت بتاتی ہیں یا گھنٹیوں کی آواز سکول لگنے، پیریڈ تبدیل ہونے اور چھٹی کی اطلاع دیتی ہے۔ یہ سب علامتوں کی زبان ہی تو ہے جن کے ظاہر ہونے سے ہم متعلقہ معنی تلاش کر لیتے ہیں۔ اگر کوئی کراہ رہا ہو تو ہم اس کے درد محسوس کرنے کا سمجھ جاتے ہیں اور اگر کوئی چیخ و پکار کر رہا ہو تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ وہ کسی مشکل میں ہے اور مدد کے لئے پکار رہا ہے۔ ریت پر پاؤں کے خاص نشانات دیکھ کر ہم اندازہ لگا لیتے ہیں کہ صحرائی ریچھ کا ادھر سے گزر ہوا ہے۔ کسی گھر کی دیواروں پر مٹی، جھکے اور جالے دیکھ کر اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس گھر کو کافی عرصہ سے صاف نہیں کیا گیا۔ یہ تمام علامات کی زبان کی زندہ مثالیں ہیں ان میں کہیں بھی الفاظ استعمال نہیں ہوئے لیکن معنی دکھائی اور سجھائی دیتے ہیں۔ ان تمام اشیاء کو جو الفاظ نہ ہوتے ہوئے بھی معنی رکھتی ہوں نشانات یا علامات کہتے ہیں۔

بعض اوقات حروف یا الفاظ کسی دوسری شے کی جگہ لے لیتے ہیں۔ ایسے الفاظ کو مروجہ نشانات (Conventional Signs) کہتے ہیں۔ ان مروجہ نشانات کو رواجی، رسمی، رواجی اور تقلیدی طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ مروجہ نشانات عموماً قدرتی نشانات (Natural Signs) کی جگہ لے لیتے ہیں۔ جب گہرے سیاہ بادل آسمان پر دکھائی دیں تو ہم سمجھ جاتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ بارش ہونے والی ہے اور بادل اور بارش کے درمیان پیدا ہونے والے اس تعلق نے بادلوں کو بارش کے نشانات میں تبدیل کر دیا ہے۔ ان مثالوں سے پتہ چلتا ہے کہ زبان انسان کے لیے بہت بڑی نعمت ہے۔ انسان کے علاوہ حیوانات بھی زبان سے استفادہ کرتے ہیں۔ حیوانات کی اپنی زبان ہوتی ہے۔ وہ بغیر کوئی قاعدہ یا کتاب پڑھے ایک دوسرے کی زبان کا مفہوم سمجھ لیتے ہیں اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ زبان ہمیں مفہوم، مقصد اور خیال سمجھنے میں مدد دیتی ہے۔

زبان کی اہمیت و ضرورت (Need and Importance of Language)

استعمال کے لحاظ سے زبان کی بے حد اہمیت ہے۔ اس اہمیت کے پیش نظر زبان کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ زبان کی اس ضرورت و اہمیت کا اندازہ درج ذیل نکات سے لگایا جا سکتا ہے۔

1۔ مدعا بیان کرنا — 2۔ تفہیم ہونا — 3۔ علم کی منتقلی — 4۔ تہذیب کا تحفظ
5۔ ثقافت کا جاننا — 6۔ غبار نکالنا — 7۔ اطلاعات پہنچانا — 8۔ معاشی پہلو
9۔ معاشرتی تبدیلی ہونا — 10۔ تعلیم و تربیت اور جدید علوم سیکھنا — 11۔ انفرادی و اجتماعی ترقی

1۔ مدعا بیان کرنا

زبان کی اہمیت، ضرورت اور ماہیت کے اعتبار سے سب سے اہم اور ضروری خوبی یہ ہے کہ زبان کے ذریعے مدعا بیان کیا جاتا ہے کوئی شخص کسی دوسرے تک کسی بھی نوعیت کا پیغام پہنچانا چاہتا ہے تو وہ کسی نہ کسی زبان کا سہارا ضرور لے گا یا یوں سمجھئے کہ جس طریقہ کار یا انداز سے اپنا نقطۂ نظر، پیغام یا مدعا بیان کیا جاتا ہے اسے زبان کہتے ہیں۔ زبان ایک ایسا وسیلہ ہے جو پیغام رسانی کا کام دیتا ہے۔

ہر ذی روح جو بھی سوچنے سمجھنے کی کسی بھی درجے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ کچھ نہ کچھ کہنا ضرور چاہتا ہے۔ زبان کا کوئی بھی انداز یا طریقہ اپنایا جا سکتا ہے لیکن اس میں اصل مقصد اپنی بات کو آگے پہنچانا ہوتا ہے۔ مدعا بیان کرنا یقیناً ہر کسی کا بنیادی حق اور ضرورت ہوتی ہے۔ اپنی خواہشات اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے زبان ہی سے کام لیا جاتا ہے۔ جب تک کوئی اپنی خواہش وضرورت بیان نہیں کرے گا اس وقت تک یہ معلوم نہیں ہو سکتا کہ وہ کیا چاہتا ہے۔

جانوروں میں بھی زبان کے ذریعے اپنی خواہشات وضرورتوں کو بیان کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ وہ بلا روک ٹوک زبان کا استعمال جاری رکھتے ہیں۔ انسان بھی زبان ہی سے اپنی بات آگے بڑھاتے ہیں۔ زبان دانی بھی اس لیے سیکھتے ہیں تاکہ مدعا بیان کرنے کے لیے بہتر طریقہ اپنایا جا سکے۔

2۔ تفہیم ہونا

زبان کی اہمیت وضرورت میں یہ خوبی بھی پنہاں ہے کہ مشکل سے مشکل اور آسان سے آسان بات کو بیان کرتے ہوئے تفہیم کے مراحل طے کیے جاتے ہیں۔ مشکل الفاظ مترادفات، فکر اور نقطہ نظر کی وضاحت بھی زبان ہی سے ممکن ہوتی ہے۔

زبان ایک ایسا آلہ ہے جس سے مشکل اصطلاحات، تفکرات اور مسائل سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔ بعض اوقات ایسے مراحل بھی آتے ہیں کہ کسی ایک زبان میں بیان کردہ فکری مسائل کی تفہیم کسی دوسری زبان میں درکار ہوتی ہے۔ یہ کام ترجمہ سے پورا کیا جاتا ہے۔ کسی ایک زبان میں دیا گیا فکر دوسری زبان میں ترجمہ کیا جاتا ہے جس سے تفہیم کے مراحل طے ہوتے ہیں۔ گویا تفہیم بھی کسی ایسی زبان میں ہوتی ہے جو قاری یا سامع کی سمجھ والی زبان ہو۔ خواہ بنیادی مسائل ہوں یا انتہائی اعلیٰ درجے کے ان سب کو سمجھنے کے لیے کسی نہ کسی وسیلے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ وسیلہ زبان ہی ہے جس سے سمجھ بوجھ یا تفہیم ہوتی ہے۔

3۔ علم کی منتقلی

وقت کے ساتھ ساتھ علم ایک نسل سے دوسری نسل کو منتقل ہوتا رہتا ہے۔ وقت زیادہ گزر جائے تو وسیلہ زبان بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس طرح نئی نسل کو دوسری زبان کا علم نئی بننے والی زبان میں منتقل کیا جاتا ہے۔

اس کے علاوہ اقوام عالم ایک دوسرے کے علوم وفنون سے استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ اس میں بھی دوسری قومیں نئی زبانیں سیکھتی ہیں جس سے زبانوں کے ساتھ علم وادراک بھی منتقل ہو جاتا ہے لہٰذا زبان ایک ایسا ذریعہ ہے جس کی مدد سے علم ایک قوم یا زمانے سے دوسری قوم یا زمانے کو منتقل ہوتا ہے۔

4۔ تہذیب کا تحفظ

تہذیب وتمدن کا تحفظ ترویج وترقی اور ارتقاء بھی کسی زبان ہی سے ممکن ہے۔ کتاب، سی ڈی یا دیگر ذرائع سے مواد ریکارڈ کر لیا جاتا ہے اس طرح تہذیب کو محفوظ کرنے اور نئی نسل کو متعارف کرانے میں بھی زبان ہی مددگار ثابت ہوتی ہے۔ تہذیب کتنی ہی پرانی کیوں نہ ہو زبان اسے زندہ وتازہ رکھتی ہے۔ تہذیب وتمدن کو صدیوں تک محفوظ کرنے کا واحد ذریعہ زبان ہے۔

5۔ ثقافت کا جاننا

ثقافت کی حقیقت، تعارف اور تبدیلی بھی زبان ہی سے ممکن ہوتی ہے۔ ثقافت چونکہ کسی قوم کے رہن سہن، علم، آبادی، تہذیب، لباس اور زبان کا تانا بانا ہوتی ہے اس لیے اس میں ہر پہلو سے زبان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔

زبان ہی ثقافت کا تعارف اور وضاحت کرتی ہے زبان ہی کی مدد سے ایک ثقافت کے لوگ دوسری ثقافت اپنانے کے قابل ہوتے ہیں۔ اس جدیدیت کے دور میں ثقافتی سرگرمیاں اپنے عروج پر ہیں ان کو زبان ہی نے پروان چڑھایا ہے۔ زبان انسانی زندگی کے ثقافتی پہلو کو بہتر انداز میں اجاگر کرتی ہے۔ جس سے یہ طاقتور انداز سے آگے بڑھتا جاتا ہے۔ زبان ثقافت میں رنگ بھر دیتی ہے۔ اگلی نسل، قوم اور زمانے کو زبان ہی کی مدد سے ثقافت منتقل کی جاتی ہے گویا زبان وہ وسیلہ ہے جو ثقافتی اثاثہ جات میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

6۔ غبار نکالنا

شدید احساس سے ہیجان کی ابتداء ہوتی ہے اور جس وقت انسان ہیجان کی حالت میں ہوتا ہے وہ اس ہیجان کا اخراج چاہتا ہے۔ خوشی یا غصہ کے ہیجانات میں دل کی بھڑاس نکالنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ یہ عمل بھی کسی نہ کسی زبان کی مدد سے پورا کیا جاتا ہے۔ انسان غبار نکالنے کے لیے زبان کو آلے کے طور پر استعمال کرتا ہے۔ رونا، ہنسنا، چیخنا، زور زور سے بولنا یا مختلف انداز کی حرکات کرنا سب زبان ہی کے طور طریقے ہیں جن کے ذریعے سے غبار نکالا جاتا ہے۔

مختلف واقعات انسانی ذہن پر بوجھ کا باعث بنتے ہیں جس سے انسانی دماغ بوجھل ہو جاتا ہے۔ اس بوجھ یا غبار کو نکالنے کے لیے زبان اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اس غبار نکالنے کے عمل سے انسان آسانی محسوس کرتا ہے۔ مدعا بیان کرنا، دل کی بھڑاس اور غبار نکالنا صرف زبان ہی سے ممکن ہوتا ہے۔

7۔ اطلاعات پہنچانا

مختلف واقعات کی لڑی کو تاریخ کہا جاتا ہے۔ کوئی بھی واقعہ جب رونما ہوتا ہے تو تجربہ اور مشاہدہ کرنے والا اس کو آگے بیان کرتا ہے اس طرح وہ فوری طور پر ابتدائی معلومات دوسروں تک پہنچاتا ہے اس میں بھی زبان ہی کا سہارا لیا جاتا ہے۔ کسی بھی واقعہ یا حادثہ سے متعلق ابتدائی اور انتہائی، ہر طرح کی اطلاعات زبان ہی سے آگے پہنچائی جاتی ہیں۔

اطلاعات پہنچانے کے لیے زبانی اور تحریری طریقہ اپنایا جاتا ہے جس سے ایک فرد یا قوم سے دوسرے فرد یا قوم کو باخبر رکھا جاتا ہے۔

ریڈیو، ٹی وی، فون، اخبارات، میگزین اور دیگر ذرائع ابلاغ ہمہ قسم اطلاعات بہم پہنچاتے ہیں لیکن ان سب میں زبان ہی استعمال کی جاتی ہے گویا اطلاعات پہنچانے کے لیے زبان ہی آلہ کار بنتی ہے۔

8۔ معاشی پہلو

معاشی پہلو سے مراد یہ ہے کہ زبان سیکھ کر انسان اپنے معاشی مسائل حل کر سکتا ہے ۔ اگر کوئی شخص کسی ایسی جگہ پر موجود ہو جہاں اس کی بات سمجھنے والا کوئی نہ ہو تو وہ اپنا مدعا بیان نہیں کر سکتا ہے ۔ بنیادی ضروریات پوری نہیں کر سکتا ہے ۔ اس لیے معاشی مسائل کا دیگر عوامل کے علاوہ زبان بھی اہم کردار ادا کرتی ہے ۔ حساب کتاب جمع تفریق کی اپنی زبان ہے ۔ اس لیے یہ کہنا انتہائی مناسب ہے کہ زبان معاشی پہلوؤں کو حل کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے ۔ الفاظ کے ساتھ ساتھ ہندسوں کی بھی ایک زبان ہوتی ہے۔ ہندسوں کی اس زبان سے معاشی مسائل حل کیے جاتے ہیں۔ ملازمت، روزگار اور دیگر پیشہ ورانہ کام کر کے اپنے معاشی مسائل کی تشفی کی جاتی ہے۔ یہ سب کچھ زبان ہی کی مدد سے ممکن ہوتا ہے۔

9۔ معاشرتی تبدیلی

زبان کی اہم خوبیوں میں سے یہ بھی ایک خوبی ہے کہ اس کی مدد سے معاشرے میں مثبت یا منفی تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ معاشرتی تبدیلی سے مراد معاشرہ جدید تقاضوں کے مطابق ڈھالا جا سکتا ہے۔ علوم وفنون سیکھے جا سکتے ہیں۔ تاریخ، روایات اور وراثت سے مدد لی جا سکتی ہے۔ یہ سب کچھ زبان ہی سے ممکن ہو سکتا ہے۔

کسی ایک معاشرے کے اصول وضوابط کسی دوسرے معاشرے میں زبان کی مدد سے پہنچتے ہیں۔ مختلف النوع کہانیوں، نظموں، غزلوں اور دیگر اصناف ادب سے معاشرے میں تبدیلی پیدا کی جا سکتی ہے۔ معاشرتی تبدیلی کی بنیاد تعلیم پر مبنی ہوتی ہے۔ تعلیم میں زبان کو خصوصی اہمیت حاصل ہے اور تعلیم کسی نہ کسی زبان میں دی جاتی ہے۔ زبان معاشرے کو یکسر بدلنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے کیونکہ زبان ہی وہ وسیلہ ہے جس کی مدد سے معاشرے پروان چڑھتے ہیں۔

10۔ تعلیم و تربیت اور جدید علوم سیکھنا

دنیا روز بروز ترقی کی طرف گامزن ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت، ان کی نشوونما اور پرورش کے لئے نہایت ضروری ہے کہ کسی نہ کسی تعلیمی ادارے میں ان کی تعلیم و تربیت کی جائے اور یہ بات نہایت اہم ہے کہ تعلیم و تربیت کا انحصار بھی زبان پر ہے۔ دنیا کا کوئی علم ایسا نہیں ہے جو زبان کے بغیر ممکن ہو سکے۔ زبان خواہ اشاروں کی ہی کیوں نہ ہو آخر زبان ہوتی ہے۔ تعلیم و تربیت ہمیشہ زبان کی مرہونِ منت ہے۔ گونگے بہرے اور دیگر مسائل کا شکار بچے ہمیشہ کسی نہ کسی زبان ہی کی وجہ سے تعلیم و تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اشارے، علامتیں، الفاظ غرضیکہ ہر وہ شے جو زبان کا کام کرے تعلیم و تربیت میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ بچے کی ابتدائی تعلیم سے اعلیٰ تعلیم تک زبان ہی ایک آلہ کے طور پر استعمال ہوتی ہے۔

زبان ہی کی مدد سے جدید علوم سیکھے جا سکتے ہیں۔ جدید علوم وقت کا اہم تقاضا ہیں۔ ان کی بنا پر دنیا میں سائنسی ترقی ہوتی ہے۔ قدیم یا جدید علوم ہمیشہ کسی نہ کسی زبان ہی میں بیان کئے گئے ہیں۔ زبان خواہ کتاب کے لئے استعمال میں لائی جائے یا کمپیوٹر سی ڈی میں محفوظ ہو جدید علوم جاننے کے لئے وسیلہ بنتی ہے۔ الجبرا اور ریاضی میں استعمال ہونے والی علامتوں کی بھی اپنی

ایک زبان ہوتی ہے اس لئے یہ کہنا مناسب ہے کہ جدید علوم سیکھنے کے لئے کسی نہ کسی زبان ہی کی وجہ سے ممکن ہو سکتا ہے۔ جدید دور میں جدید علوم سیکھنے کے لئے نئی زبان تشکیل پاتی ہے۔

11۔ انفرادی و اجتماعی ترقی

ہر شخص ہر وقت ترقی کا خواہاں ہوتا ہے۔ ترقی خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی ہمیشہ کسی نہ کسی زبان کی وجہ سے ہوتی ہے کسی شخص نے کوئی تربیت حاصل کرنی ہو، کوئی کورس مکمل کرنا ہو، کوئی سرٹیفکیٹ، یا ڈگری حاصل کرنی ہو، سب میں زبان کو دخل ہے۔ اجتماعی ترقی سے مراد قوموں کی ترقی ہے۔ کوئی قوم بھی بغیر جدید علوم، سائنس اور ٹیکنالوجی کے ترقی نہیں کر سکتی۔ یقیناً یہ کسی نہ کسی زبان میں ہی ہوگی۔ پاکستان، جاپان، چین، جرمن غرضیکہ کوئی بھی ملک ہو ہر جگہ انفرادی یا اجتماعی ترقی زبان ہی سے ہوتی ہے۔ کوئی شخص کسی دوسرے ملک میں جا کر تعلیم حاصل کرنا چاہے تو سب سے پہلے اس ملک کی زبان ضرور سیکھے گا۔ ورنہ وہاں جانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

زبان کے اہم استعمال

(The Important uses of Language)

زبان کے مختلف استعمال ہیں۔ ہم ضرورت کے تحت زبان اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتے ہیں اور کبھی ایسا ممکن نہیں ہوتا ہے۔ زبان کے فائدے کیا ہیں؟ مقاصد کیا ہیں؟ یا استعمال اور مصارف زبان کون کون سے ہیں؟ ان سب کا ایک ہی مفہوم ہے کہ زبان کو کس ضرورت کے تحت استعمال میں لایا جاتا ہے۔ مشہور منطقی (Logician)، لڈوگ وٹگن سٹائن (Ludwig Wittgenstein) نے اپنی کتاب "فلسفیانہ تحقیقات" (Philosophical Investigations) میں لکھا ہے کہ زبان کے لاتعداد استعمال ہوتے ہیں۔ جنھیں ہم "اشارات" "الفاظ" اور "فقرات" کہتے ہیں۔ مختلف مثالوں سے وٹگن سٹائن نے اپنی بات کی وضاحت کی ہے جیسے کہ احکامات دینا، کسی شے کے ظہور کا بیان کرنا، یا اس کی پیمائش کرنا، کسی واقعہ کی رپورٹ کرنا، کسی واقعہ پر رشک کرنا، مفروضے بنانا اور ان کی جانچ پڑتال کرنا، کسی تجربہ کے نتائج کو گوشوارے اور جدول میں پیش کرنا، قصہ خوانی، اداکاری، سنگیت، گھڑ سواری کا اندازہ لگانا، لطیفہ بازی اور لطیفہ گوئی، عملی حساب میں کسی مسئلے کو حل کرنا، ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ کرنا، پوچھنا، سوچنا، دشنام طرازی، چاہنا اور دعا دینا سب کچھ صرف اور صرف زبان ہی کی وجہ سے ممکن ہو سکتا ہے۔ وٹگن سٹائن نے زبان کو ایک اہم ذریعہ اور آلہ کے طور پر بیان کیا ہے۔ جائزہ لیا جائے تو عمومی طور پر زبان کے درج ذیل تین اہم استعمال ہیں۔

1۔ اطلاعاتی (Informative) 2۔ اظہاراتی (Expressive) 3۔ ہدایاتی (Directive)

1۔ اطلاعاتی (Informative)

زبان کا سب سے اہم اور ضروری استعمال کسی دوسرے کو اطلاع بہم پہنچانا ہے۔ جب تک بتایا نہ جائے تو اس وقت

تک کسی علم یا خبر کی اطلاع آگے کیسے پہنچے گی۔ زبانی، تحریری یا کسی بھی ذریعہ یا وسیلہ سے زبان کا استعمال کر کے مختلف نوعیت کی اطلاعات آگے پہنچائی جاتی ہیں۔ زبان کوئی بھی ہو الفاظ پر مشتمل اشاروں یا نشانات پر مبنی سب کا ایک ہی اہم مقصد ہے کہ سب سے پہلے معلومات کی اطلاع فوری طور پر کسی دوسرے تک پہنچائی جائے۔

آج کل کے جدید دور میں ابلاغیات واطلاعات کا دور دورہ ہے ہر کوئی جاننے کے عمل سے گزرنا چاہتا ہے۔ اس کے لیے زبان کا سہارا لیا جاتا ہے۔ زبان ہی وہ آلہ ہے جس کی مدد سے ابلاغیات (Communication) کے مراحل طے ہوتے ہیں۔ اگر تصور میں لایا جائے کہ واقعات ہورہے ہوں لیکن کوئی ایسا وسیلہ موجود نہ ہو جو خبر یا اطلاع دینے کا سبب بنے تو ان واقعات کی حیثیت عارضی اور علاقائی رہ جاتی ہے۔ اگر اطلاعات نہ ملیں تو تحقیقی، علمی اور فکری کسی بھی نوعیت کا کام ممکن نہیں ہوسکتا۔

زبان ہی کی مدد سے قرب وجوار اور دور دراز علاقوں تک رسائی ہوتی ہے۔ ریڈیو، ٹی وی، وائرلیس، ٹیلی فون، موبائل فون، فیکس اور کسی بھی دیگر ذریعہ سے اطلاعات ہم پہنچانے کا وسیلہ صرف زبان ہی ہے۔

اطلاعات پہنچانے کے لیے زبان ہی کا استعمال ہوتا ہے۔ زبان ہی کی وجہ سے ہم کسی بات کو مانتے یا رد کرتے ہیں۔ کسی جملے کا اقرار یا انکار صرف اور صرف زبان ہی سے ممکن ہوسکتا ہے۔ جب ہم اطلاع کا لفظ استعمال کرتے ہیں تو ساتھ ہی غلط اطلاع کا بھی ذکر ہوتا ہے یعنی غلط جملہ اسی طرح ہے جیسے صحیح جملہ ہوتا ہے۔

اگر کوئی سائنس دان کامیابی کے ساتھ کوئی نیا نظریہ پیش کرتا ہے یا پھر کوئی نئی ایجاد کرتا ہے تو وہ بھی بیان کرنے کے لئے کسی زبان کا سہارا لیتا ہے۔ مثلاً آئزک نیوٹن (Issac Newton) اور البرٹ آئین سٹائن(Albert Einstein) کے نظریات انگریزی زبان میں پوری دنیا کو بیان کئے گئے۔

کوئی عمل کرنے کے بعد اس کی اطلاع بھی کسی نہ کسی زبان میں دی جاتی ہے۔ مثلاً نیل آرم سٹرانگ (Neil Armstrong) نے سب سے پہلے چاند پر قدم رکھا۔ اس کے اس عمل کی اطلاع بھی عوام الناس کو الفاظ وفقرات میں دی گئی۔

کسی واقعہ، حادثہ، نظریہ، عمل اور سوچ وبچار یا کوشش کو کسی زبان ہی میں بیان کیا جاتا ہے کیونکہ فکر بغیر زبان کے کوئی حیثیت نہیں رکھتا۔

فی زمانہ اطلاعاتی تکنیک (Information Technology) کا بڑا زور شور ہے۔ کوئی ایسا علم نہ ہوگا جس کی معلومات انسٹرکشنل ٹیکنالوجی(Instructional Technology) سے حاصل نہ کی جاتی ہوں۔ انہی اطلاعات ہی نے دنیا کو گلوبل ولیج (Global Village)بنا دیا ہے۔ دنیا میں کوئی بھی واقعہ کسی جگہ ہو جائے اس کی اطلاع چند ثانیے میں خبر رساں ایجنسیاں دنیا کے کونے کونے میں پہنچا دیتی ہیں۔ یہ سب کچھ زبان ہی سے ممکن ہوتا ہے۔ زبان خواہ تحریری ہو یا تقریری یا الفاظ کے بغیر اشاراتی زبان سب کا اہم اور بنیادی مقصد اطلاع پہنچانا ہی ہوتا ہے۔ علم کی ابتدا بھی اطلاع ہی سے شروع ہوتی ہے۔

اطلاع ہی بعد میں علم اور پھر تعلیم وتربیت کی شکل اختیار کر جاتی ہے۔ اطلاع صرف موجودہ واقعات ہی کی نہیں ہوتی بلکہ تاریخی اعتبار سے ماضی قریب اور ماضی بعید کے ہر طرح کے واقعات، حادثات اور عوامل کی بھی اطلاع ہوتی ہے۔

زبان کے اس اطلاعاتی پہلو میں اہمیت کے لحاظ سے خصوصی پیغامات پنہاں ہوتے ہیں ذرائع ابلاغ اس کمی اور ضرورت کو پورا کرتے ہیں۔

2۔ اظہاراتی (Expressive)

زبان کے اس دوسرے استعمال میں کوئی شخص اپنی خواہشات، چاہتیں، احساسات اور جذبات کا اظہار کرتا ہے۔ شاعر اپنے جذبات، احساسات تجربات اور مشاہدات کا اظہار اپنی شاعری کے ذریعے کرتا ہے۔ شاعری یقیناً کسی نہ کسی زبان میں کی جاتی ہے۔ مثلاً مرزا اسداللہ غالب نے کہا تھا۔

اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب
ہم بیابان میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

اسی طرح مجید امجد نے اظہار خیال کچھ یوں کیا ہے کہ:

کٹی ہے عمر بہاروں کے سوگ میں امجد
مری لحد پہ کھلیں جاوداں گلاب کے پھول

برصغیر پاک وہند کے مشہور شاعر ساحرلدھیانوی نے خوبصورت انداز میں اپنے جذبات کا اظہار یوں کیا ہے کہ:

یہ چمن زار یہ جمنا کا کنارہ یہ محل
یہ منقش درو دیوار یہ محراب یہ طاق
اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لے کر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

عظیم شاعر، مفکر علامہ محمد اقبالؒ نے اپنی شعری تصنیف ''پیام مشرق'' کی نظم ''محاورہ مابین خداوانسان'' میں بہت ہی معنی خیز انداز میں انسان کا خدا سے مکالمہ لکھا ہے۔

تو شب آفریدی چراغ آفریدم — سفال آفریدی ایاغ آفریدم
بیابان و کہسار و راغ آفریدی — خیابان و گلزار و باغ آفریدم
من آنم کہ از سنگ آئینہ سازم
من آنم کہ از زہر نوشینہ سازم

(ترجمہ: تُو نے رات بنائی میں نے چراغ بنایا۔تُو نے مٹی پیدا کی میں نے اُس سے پیالہ بنالیا۔تُو نے صحرا، پہاڑ اور جنگل پیدا کئے میں نے کیاری اور پھلواری اور باغ بنائے۔میں وہ ہوں جو پتھر سے آئینہ بنالیتا ہوں، میں وہ ہوں جو زہر سے

مشروب (پینے کی چیزیں) بنالیتا ہوں۔

شاعری کے ذریعے شاعر اپنے تاثرات، خیالات اور جذبات کی عکاسی کرتا ہے اور یہ سب کچھ بھی زبان ہی کے ذریعے ممکن ہوتا ہے۔

زبان کے اظہاراتی استعمال میں صرف شاعری کا ہی ذکر نہیں ہے بلکہ کوئی انسان کچھ بھی بیان کرتا ہے تو اس کا ایک اظہاراتی اور استحضاراتی پہلو ہوتا ہے۔ اس میں شاعر اپنے جذبات بیان کرتا ہے اور ساتھ ہی قاری کے جذبات کو اجاگر بھی کرتا ہے۔

زبان کا تمام اظہاراتی استعمال صرف شاعری ہی سے ممکن نہیں بلکہ مختلف انداز سے انسان زبان کا اظہاراتی استعمال کرتا ہے۔ مثلاً ان فقرات کو غور سے پڑھئے۔

"یہ بہت بری بات ہے۔" "بڑا افسوس ہے۔"

اسی طرح "خوفناک" "بہت خوب" یہ الفاظ پورے فقرات کے معنی اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ بیان پر منحصر ہے کہ ان الفاظ کو کیسے پیش کیا جاتا ہے۔

کوئی پوجا کرنے والا یا دعا مانگنے والا بھی اپنے مسائل، پریشانیوں اور مشکلات کا اظہار کسی زبان ہی میں کرتا ہے۔

زبان کے اس دوسری قسم کے استعمال میں اطلاعات بہم پہنچانا مقصود نہیں ہوتا بلکہ پیغامات، جذبات، تاثرات، احساسات اور رویوں کا اظہار ہوتا ہے۔ بعض اوقات زبان کا اظہاراتی استعمال صحیح اور غلط کے پیمانے پر نہیں ماپا جاسکتا ہے مثلاً نظمیں، شاباش اور دیگر اظہاراتی طریقے سب صحیح اور غلط یا موزوں اور غیر موزوں کے معیار سے ماورا ہوتے ہیں۔ ماں اپنے بچے سے جس محبت اور خلوص سے پیش آتی ہے وہ ماں کی ممتا کے اظہاراتی پہلو کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ ماں کا بغیر بولے اپنے بچوں سے پیار کرنا بھی اظہاراتی انداز ہے۔ بعض اپنے بھائیوں، باپ اپنے بچوں سے جس انداز میں پیش آتے ہیں وہ یقیناً ان کا اظہاراتی انداز ہی ہوتا ہے۔ زبان وہ ابتدائی آلہ ہے جو ہر ذی روح کے اظہار کا ذریعہ بنتا ہے۔

3۔ ہدایاتی (Directive)

زبان کے ہدایاتی استعمال میں احکامات، ہدایات اور تجاویز وغیرہ بیان کی جاتی ہیں گویا زبان ہی کے ذریعے سے ہدایاتی طریقہ اپنایا جاتا ہے۔ کسی کو ہدایت کرنا ہو حکم صادر فرمانا ہو تو یقیناً کسی نہ کسی زبان ہی میں ایسا کیا جاتا ہے کسی بھی عمل کرنے کے لیے جو کچھ کہا جاتا ہے وہ زبان کا ہدایاتی استعمال ہوتا ہے۔ حکم اور التجا دونوں ہدایاتی استعمال کی اہم مثالیں ہیں جب والدین اپنے بچے کو کھانا کھانے سے پہلے منہ ہاتھ دھونے کا کہتے ہیں تو اس میں کوئی اطلاع نہیں دی جارہی ہوتی اور نہ ہی جذبات یا احساسات کی عکاسی کی جاتی ہے بلکہ دھیمے یا سخت لہجے میں کھانا کھانے کے لئے بلایا جاتا ہے۔ یہ یقیناً زبان کا ہدایاتی پہلو ہے۔ کسی عمل کرنے سے پہلے جو بھی طریقہ کار اپنایا جاتا ہے وہ باحکم انداز ہوتا ہے اور ہدایاتی ہی ہوتا ہے۔ مثلاً ٹکٹ کی کھڑکی کے سامنے کھڑے ہو کر ٹکٹ بیچنے والے کو پیسے دیتے ہوئے اگر کہیں۔ "جناب دو" تو یقیناً اس کا مطلب ہوتا ہے کہ جناب والا دو ٹکٹ دے دیں۔ اس میں عمل کرنے کے لئے زبان کا بلا واسطہ استعمال ہدایاتی انداز میں کیا گیا ہے۔ گویا ہدایاتی

استعمال میں عمل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔

کسی لفظ کی ادائیگی سے بھی معنی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ مثلاً پلیز "Please" ایک ایسا بامعنی اور طاقتور لفظ ہے جس کے بارے میں سننے والا خود بخود کوئی معنی اخذ کر لیتا ہے۔ کسی جواب کے لئے سوال تیار کیا جاتا ہے تو یہ بھی زبان کے استعمال کا ہدایاتی پہلو ہے۔ ہدایاتی پہلو میں زبان کے استعمال کو صحیح اور غلط نہیں کہا جا سکتا۔ مثلاً یہ کہنا کہ:

کھڑکی بند کر دیجئے۔

کتابیں سنبھال لیجئے۔

بنیادی طور پر یہ زبان کا ایک ہدایاتی پہلو ہے۔ جس میں کھڑکی کے بند کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کسی حکم کو مانا جائے یا نہ مانا جائے۔ لیکن وہ ہوتا ہدایاتی انداز ہی ہے۔ استدلال یا دلیل بھی زبان کے استعمال کا ہدایاتی پہلو ہے۔

زبان کے استعمال کے اس ہدایاتی پہلو کو مدنظر رکھیں تو ہمیں اپنے ارد گرد کئی فقرے سنائی دیتے ہیں جو حکم، ہدایت یا کسی اور انداز سے زبان کے ہدایاتی پہلو ہی کی عکاسی کرتے ہیں۔ روز مرہ زندگی میں ہم ہدایات، احکامات اور فیصلوں پر عمل کرتے ہیں۔ یہ سب کچھ ہمیں الفاظ، فقرات اور مضامین کی صورت میں کسی نہ کسی زبان ہی میں صادر فرمائے جاتے ہیں۔

فوجی افسر اپنے ماتحت فوجیوں کو ہدایاتی طریقے سے احکامات جاری کرتا ہے دوران تربیت اور امن و جنگ کے زمانے میں فوجی ہمیشہ احکامات ہی سنتے رہتے ہیں۔ سرکاری ملازمین کو بھی روزانہ ہدایاتی انداز سے زبانی و تحریری اپنے متعلقہ محکمے کے افسران سے کسی زبان ہی میں احکامات ملتے رہتے ہیں۔

ہدایاتی انداز میں اظہار کا پہلو بھی ہوتا ہے اور اطلاعاتی بھی لیکن ان کی حیثیت احکامات اور ہدایات کی سب سے پہلے ہوتی ہے۔

زبان کے ہدایاتی پہلو کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ روزانہ بول چال میں زیادہ حصہ احکامات ہی کا ہوتا ہے۔ ہم دفتر میں ہوں یا پھر گھر میں رہ رہے ہوں، بس، ریل یا جہاز میں سفر کر رہے ہوں، بازار میں کچھ خرید رہے ہوں یا کسی بھی جگہ ہوں، ہر لمحہ ہمیں ہدایات و احکامات سے واسطہ پڑتا ہے اور یہ ہدایات کسی نہ کسی زبان ہی میں دی جاتی ہیں۔

مشقی سوالات

انشائی طرز (Subjective Type)

سوال 1: مختصر جواب دیں:

i۔ لوگوں کے درمیان رابطے کے لئے سب سے اہم ذریعہ کون سا ہے؟

ii۔ نشانات اور علامات کی بھی زبان ہوتی ہے۔ مثال دیں؟

iii۔ لڈوگ وٹگن سٹائن (Ludwig Wittgenstein) کی تصنیف کا نام بتائیں؟

iv۔ زبان کے اظہاراتی استعمال کی چند مثالیں دیں؟

v۔ کس طرح زبان کے اطلاعاتی استعمال نے دنیا کو گلوبل ویلج (Global Village) بنا دیا ہے؟

vi۔ زبان کے ہدایاتی استعمال کی اہمیت کو ایک مثال کی مدد سے واضح کریں؟

vii۔ جان ہاسپر (John Hosper) کے نزدیک، لفظ سے کیا مراد ہے؟

viii۔ زبان کس قسم کا آلہ ہے؟

ix۔ زبان کی بنیادی اکائی کسے قرار دیا جا سکتا ہے؟

x۔ سب سے پہلے کس نے چاند پر قدم رکھا؟

سوال 2: تفصیلاً جواب دیں:

i۔ زبان بطور آلہ وضاحت کیجئے؟

ii۔ زبان کی اہمیت وضرورت بیان کیجئے؟

iii۔ استعمال کے لحاظ سے زبان کا اطلاعاتی پہلو زیادہ اہم ہے۔ بحث کیجئے؟

iv۔ اظہاراتی یا ہدایاتی استعمال زبان کی وضاحت کیجئے؟

معروضی طرز (Objective Type)

سوال نمبر 2: ذیل میں دیئے ہوئے سوالات کے ممکنہ چار جوابات میں سے صحیح جواب کی نشاندہی کریں۔

i۔ زبان ایک ایسا وسیلہ ہے جو کام آتا ہے۔

ا۔ ابلاغ کے　　ب۔ سوال کرنے کے　　ج۔ لکھنے کے　　د۔ جوڑنے کے

ii۔ زبان کی بنیادی اکائی ہوتی ہے۔

ا۔ لکیر　　ب۔ لفظ　　ج۔ دائرہ　　د۔ آواز

iii۔ بولتے وقت الفاظ میں پائی جاتی ہے۔

ا۔ مٹھاس　　ب۔ گڑواہٹ　　ج۔ آواز　　د۔ خاموشی

iv۔ الفاظ کی زبان کے علاوہ نشانات اور علامات کی بھی ہوتی ہے۔

ا۔ سر　　ب۔ روزی　　ج۔ طرز　　د۔ زبان

v۔ جسمانی زبان (Body Language) میں ہوتے ہیں۔

ا۔ جسمانی اشارے　　ب۔ اتار چڑھاؤ　　ج۔ مضامین　　د۔ نکات

vi۔ مروجہ نشانات (Conventional Signs) جگہ لیتے ہیں۔

ا۔ علم کی　　ب۔ قدرتی نشانات کی　　ج۔ دیکھنے کی　　د۔ ثقافت کی

vii۔ علامات کی زبان میں استعمال نہیں ہوتے۔

ا۔ نشانات ب۔ اشارے ج۔ الفاظ د۔ اشکال

viii۔ زبان کے اطلاعاتی استعمال میں بہم پہنچائی جاتی ہیں۔

ا۔ تقاریر ب۔ خدمات ج۔ تہذیب د۔ اطلاعات

ix۔ زبان کے اظہاراتی استعمال میں کیا جاتا ہے۔

ا۔ اظہار ب۔ اشارہ ج۔ فرق د۔ تعبیر

x۔ زبان میں ہدایاتی استعمال میں دی جاتی ہیں۔

ا۔ دعائیں ب۔ ہدایات ج۔ اصطلاحات د۔ تراکیب